قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 18 اگست 2020ء | 28 ذوالحجہ 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 195

ارشاد باری تعالیٰ

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

(سورۃ ال عمران آیت:۱۳۵)

ترجمہ: (یعنی) وہ لوگ جو آسائش میں بھی خرچ کرتے ہیں اور تنگی میں بھی اور غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’معاشرے میں جب برائیوں کا احساس مٹ جائے تو ایسے معاشرے میں رہنے والا ہر شخص کچھ نہ کچھ متاثر ضرور ہوتا ہے اور اپنے نفس کے بارے میں، اپنے حقوق کے بارے میں زیادہ حساس ہوتا ہے اور دوسرے کی غلطی کو ذرا بھی معاف نہیں کرنا چاہتا، چنانچہ دیکھ لیں، آج کل کے معاشرے میں کسی سے ذرا سی غلطی سرزد ہو جائے تو ایک ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے چاہے اپنے کسی قریبی عزیز سے ہی ہو اور بعض لوگ کبھی بھی اس کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور اسی وجہ سے پھر خاوند بیوی کے جھگڑے، بہن بھائیوں کے جھگڑے، ہمسایوں کے جھگڑے، کاروبار میں حصہ داروں کے جھگڑے، زمینداروں کے جھگڑے ہوتے ہیں حتیٰ کہ بعض دفعہ راہ چلتے نہ جان نہ پہچان ذرا سی بات پہ جھگڑا شروع ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک راہ گیر کا کندھا رش کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ٹکرا گیا، کسی پر پاؤں پڑ گیا تو فوراً دوسرا آنکھیں سرخ کر کے کوئی نہ کوئی سخت بات اس سے کہہ دیتا ہے پھر دوسرا بھی کیونکہ اسی معاشرے کی پیداوار ہے، اس میں بھی برداشت نہیں ہے، وہ بھی اسی طرح کے الفاظ الٹا کے اس کو جواب دیتا ہے۔ اور بعض دفعہ پھر بات بڑھتے بڑھتے سر پھٹول اور خون خرابہ شروع ہو جاتا ہے۔ پھر بچے کھیلتے کھیلتے لڑ پڑیں تو بڑے بھی بلاوجہ بیچ میں کود پڑتے ہیں اور پھر وہ حشر ایک دوسرے کا ہو رہا ہوتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔ اور اس معاشرے کی بے صبری اور معاف نہ کرنے کا اثر غیر محسوس طریق پر بچوں پر بھی ہوتا ہے، گزشتہ دنوں کسی کالم نویس نے ایک کالم میں لکھا تھا کہ ایک باپ نے یعنی اس کے دوست نے اپنے ہتھیار صرف اس لئے بیچ دیئے کہ محلے میں بچوں کی لڑائی میں اس کا دس گیارہ سال کا بچہ اپنے ہم عمر سے لڑائی کر رہا تھا کچھ لوگوں نے بیچ بچاؤ کروا دیا۔ اس کے بعد وہ بچہ گھر آیا اور اپنے باپ کا ریوالور یا کوئی ہتھیار لے کے اپنے دوسرے ہم عمر کو قتل کرنے کے لئے باہر نکلا۔ اس نے لکھا ہے کہ شکر ہے پستول نہیں چلا، جان بچ گئی۔ لیکن یہ ماحول اور لوگوں کے رویے معاشرے پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ اور معاشرے کی یہ کیفیت ہے اس وقت کہ بالکل برداشت نہیں معاف کرنے کی بالکل عادت نہیں، اور یہ واقعہ جو میں نے بیان کیا ہے پاکستان کا ہے لیکن یہاں یورپ میں بھی ایسے ملتے جلتے بہت سے واقعات ہیں جن کی مثالیں ملتی ہیں۔ بعض دفعہ اخباروں میں آ جاتا ہے۔ تو جب اس قسم کے حالات ہوں تو سوچیں کہ ایک احمدی کی ذمہ داری کس حد تک بڑھ جاتی ہے۔ اپنے آپ کو، اپنی نسلوں کو اس بگڑتے ہوئے معاشرے سے بچانے کے لئے بہت کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 20 فروری 2004ء)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب العفو والتواضع)

حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا ایک خادم ہے جو غلط کام کرتا ہے اور ظلم کرتا ہے کیا میں اسے بدنی سزا دے سکتا ہوں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس سے ہر روز ستر مرتبہ درگزر کر لیا کرو۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۹۰ مطبوعہ بیروت)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

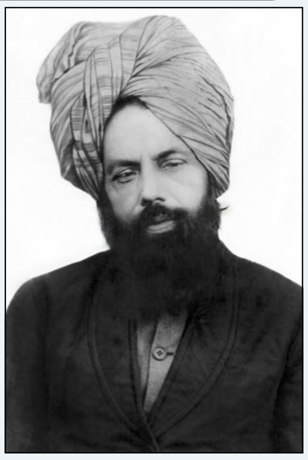

بے جا غصہ اور غضب کو چھوڑ دو

’’اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو سے تقویٰ سرایت کر جاوے، تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو، اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصے کا نقص اب تک موجود ہے۔ تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اول اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتداء میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے اس کے لئے درد دل سے دعا کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینے کو ہرگز نہ بڑھاوے جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے ہی خدا کا بھی قانون ہے، جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہیں ہوگی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں، خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے ان باتوں سے صرف شماتت اعداء ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود ہی قریب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ (بنی اسرائیل:۸۵)۔ بعض آدمی کسی قسم کے اخلاق میں اگر عمدہ ہیں تو دوسری قسم میں کمزور، اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے تو دوسرے کا برا، لیکن تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصلاح ناممکن ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۱۰۰ البدر ۸ و ۱۶ ستمبر ۱۹۰۴ء)

اس شمارہ میں

● منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ
● یقیناً آنحضرتؐ ہی آخر الانبیاء ہیں
● درود شریف کی اہمیت و برکات
● قُربِ قیامت کی علامات اور مسیح موعود کی بعثت

دربارِ خلافت

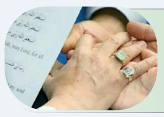

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصیحت فرمائی:۔

حق مہر کے متعلق نظام سلسلہ کا اختیار

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ جس کی حیثیت دس روپے کی ہے اس کا مہر ایک لاکھ کس طرح مقرر ہوسکتا ہے۔ اس لئے حیثیت کے مطابق حق مہر مقرر کرنے کا حق یا تبدیل کرنے کا حق نظام جماعت کو ہے۔ غیر احمدیوں نے تو عجیب عجیب ایسی رسمیں بنالی ہیں یعنی دین کو بھی بالکل تمسخر بنا دیا ہے۔ بیہودہ قسم کے رسم و رواج جو ہیں وہ بیچ میں ڈال دیئے ہیں مثلاً برصغیر میں ہندوستان، پاکستان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی رواج تھا وہیں سے مَیں نے مثال دی ہے کہ مثلاً حق مہر دو من مچھر کی چربی۔ اب نہ اتنی چربی اکٹھی ہو اور نہ حق مہر ادا ہو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تو بالکل غلط طریق کار ہے۔ ہمیں شکر کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہم نے مان لیا جنہوں نے ان بے عمل علماء کے فیصلوں اور فتووں سے ہمیں بچا لیا۔ پس اس بات کا شکرانہ بھی اس بات میں ہے کہ شادی کرنے والے جوڑے بھی ہمیشہ قول سدید اور تقویٰ سے کام لیں اور ان کے عزیز رشتہ دار بھی۔

شادی پر کھانا دینے کا مسئلہ

ایک خرچ جو آجکل شادی بیاہوں پر بہت بڑھ گیا ہے اور کم طاقت رکھنے والے اس خرچ کو پورا کرنے کے لئے مطالبہ بھی کرتے ہیں، مدد کی درخواست بھی کرتے ہیں وہ کھانے کا خرچ ہے۔ لڑکی والے بھی اسراف سے کام لے رہے ہوتے ہیں اور لڑکے والے بھی گو کہ اب پاکستان میں قانون بن گیا ہے کھانا نہیں کھلانا اور ایسی دعوت نہیں کرنی لیکن پھر بھی کچھ لوگ اس کام کو کرتے ہیں اور پھر مختلف طریقے نکال لئے ہیں۔ جب کہا جائے کہ اخراجات تو توفیق اور حیثیت کے مطابق ہونے چاہئیں تو جواب یہی ہوتا ہے کہ صرف ایک کھانا پکایا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ دھوکا نہیں ہے۔ اگر توفیق نہیں تو نہیں کرنا چاہئے یہ کام۔ پھر قانون کے مطابق عمل ہونا چاہئے۔ یا گھر میں سادہ سا جو بھی توفیق ہو اس کے مطابق اتنے آدمیوں کو بلا کر کھلایا جائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 نومبر 2005ء) (الفضل انٹرنیشنل 16تا22دسمبر 2005ء)

عیسیٰ کو چرخ پہ نہ بٹھاتے تو خوب تھا

(کلام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ)

عیسیٰ کو چرخ پہ نہ بٹھاتے تو خوب تھا
احمدؑ کو خاک میں نہ سلاتے تو خوب تھا

زندہ خدا سے دل کو لگاتے تو خوب تھا
مردہ بتوں سے جان چھڑاتے تو خوب تھا

قصے کہانیاں نہ سناتے تو خوب تھا
زندہ نشان کوئی دکھاتے تو خوب تھا

اپنے تئیں جو آپ ہی مسلم کہا تو کیا
مسلم بنا کے خود کو دکھاتے تو خوب تھا

تبلیغ دین میں جو لگادیتے زندگی
بے فائدہ نہ وقت گنواتے تو خوب تھا

دنیا کی کھیل کود میں ناصر پڑے ہو کیوں
یاد خدا میں دل کو لگاتے تو خوب تھا

(حیات ناصر صفحہ 59-60 زمانہ طالبعلمی کی ایک نظم)

آج کی دعا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ حٰمٓ ۔ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۔
غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ۔ (المؤمن: 1-4)

ترجمہ:۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ صاحبِ حمد، صاحبِ مجد۔ اس کتاب کا اتارا جانا اللہ، کامل غلبہ والے (اور) کامل علم والے کی طرف سے ہے۔ جو گناہوں کو بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا، پکڑ میں سخت اور بہت عطا اور وسعت والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جس نے سورۃ مؤمن کی ابتدائی چار آیات اور آیت الکرسی صبح ہی صبح پڑھی تو اِن دونوں کے ذریعہ شام تک اس کی حفاظت کی جائے گی۔ اور جس نے ان دونوں کو شام ہوتے ہی پڑھا تو ان کے ذریعہ سے صبح ہوتے تک اس کی حفاظت کی جائے گی‘‘۔ (سنن الترمذی ابواب فضائل القرآن باب ماجاء فی سورۃ البقرۃ و آیۃ الکرسی حدیث 2879)

پیارے امام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے 2 فروری 2018 کو اپنے خطبہ جمعہ میں احبابِ جماعت کو حفاظتِ الٰہی کے حصول کے لئے سورۃ مؤمن کی ابتدائی چار آیات اور آیت الکرسی پڑھنے کی تحریک فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’یہ آیات سورۃ المؤمن کی پہلی چار آیات ہیں۔ یہ بسم اللہ سمیت چار آیات ہیں اور ایک آیت جیسا کہ میں نے کہا آیت الکرسی ہے جو سورۃ البقرۃ کی آیت ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کی شان اور عظمت بیان کی گئی ہے۔ ان آیات کی اہمیت کے بارے میں احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملتا ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے صبح کے وقت حٰمٓ سے لے کر اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ تک پڑھا اور آیۃ الکرسی بھی پڑھی تو ان دونوں کے ذریعہ سے اس کے شام کرنے تک کی حفاظت کی جائے گی اور جس نے یہ دونوں شام کے وقت پڑھیں تو ان کے ذریعہ اس کے صبح کرنے تک حفاظت کی جائے گی۔ (خطبہ جمعہ 2 فروری 2018 بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

تبرکات

یقیناً آنحضرتؐ ہی آخر الانبیاء ہیں۔
صدقِ جدید کا ایک بے بنیاد اعتراض

(حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ)

مغربی افریقہ کے ملک گھانا سے وہاں کی مقامی جماعت احمدیہ کا ایک انگریزی اخبار نکلتا ہے جس کا نام گائیڈنس (Guidance) ہے۔ اس اخبار کی ستمبر 1962ء کی اشاعت میں ایک مختصر سا نوٹ شائع ہوا ہے جس میں حضرت سرور کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ روحی وجنانی) کے روحانی فیوض و برکات اور آخر الشرائع قرآن مجید کے کمالات اور افادات کے ذکر کی ذیل میں اس قسم کا انگریزی فقرہ آتا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس زمانہ میں رسول پاکؐ کی شاگردی اور قرآن حکیم کی اتباع میں نورِ نبوت کی تازہ (Latest) جھلک بانی سلسلہ احمدیہ کے وجود میں نظر آتی ہے۔

مگر افسوس ہے کہ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی ایڈیٹر صدقِ جدید نے جن سے بہتر ذہنیت کی امید کی جاتی ہے اس فقرے کو دوسرا رنگ دے کر اپنے 5/اکتوبر کے پرچہ میں ’’ماڈرن تبلیغ‘‘ کے استہزائیہ عنوان کے ماتحت یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ گویا نعوذ باللہ جماعت احمدیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بجائے اپنے سلسلہ کے بانی کو ’’آخر الانبیاء‘‘ یقین کرتی ہے۔

مولانا عبدالماجد صاحب ایک ثقہ بزرگ سمجھے جاتے ہیں اور ان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ کسی منفرد فقرہ کو لے کر نتیجہ نکالنے کی بجائے جماعت احمدیہ کے کثیر التعداد اور محکم حوالہ جات کی روشنی میں ہمارے خیالات کی ترجمانی فرمائیں گے۔ جب سینکڑوں واضح حوالہ جات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر وعیاں ہے کہ ہم خدا کے فضل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین اور آخر الانبیاء یقین کرتے ہیں تو پھر کسی ضمنی اور ذومعنیین حوالہ سے یہ استدلال کرنا کہ نعوذ باللہ ہمارے نزدیک آخری نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ہیں ایک صریح ظلم ہے۔ پھر مولانا عبدالماجد صاحب نے یہ بھی نہیں سوچا کہ اخبار گائیڈنس کے حوالہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق Last یعنی آخری کا لفظ نہیں ہے بلکہ Latest کا لفظ ہے جس کے معنی قریب ترین زمانہ میں ظاہر ہونے والے کے ہیں اور سیاق وسباق کے لحاظ سے ان دونوں لفظوں میں فرق بالکل واضح ہے۔

یہ درست ہے اور ہم اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتے کہ ہم جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو خدا کا ایک نبی اور رسول یقین کرتے ہیں۔ مگر ہم آپ کی نبوت کو آزاد اور مستقل نبوت قرار نہیں دیتے بلکہ اسے بروزی اور ظلی اور تابع نبوت سمجھتے ہیں جو ہمارے امام کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور شاگردی میں اور قرآن مجید کی اتباع کی بدولت حاصل ہوئی۔ گویا کہ یہ رسول عربیؐ (فداہ نفسی) کی نبوت کا ہی ایک حصہ ہے نہ کہ کوئی جداگانہ چیز۔ پس باوجود اس کے کہ لاریب جیسا کہ قرآن فرماتا ہے حضور سرور کائنات ہی خاتم النبیین ہیں وَلَعۡنَتُ اللّٰہِ عَلٰی مَنۡ کَذَبَ۔ اور لاریب حضور ہی کا وجود وہ مقدس وجود ہے جس پر جیسا کہ آپ نے خود حدیث میں فرمایا ہے ’’اٰخِرُ الۡاَنۡبِیَاء‘‘ کا لفظ اطلاق پا سکتا ہے۔ ہم مقدس بانی سلسلہ احمدیہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضور کی شاگردی اور غلامی میں آنے والا نبی یقین کرتے ہیں۔

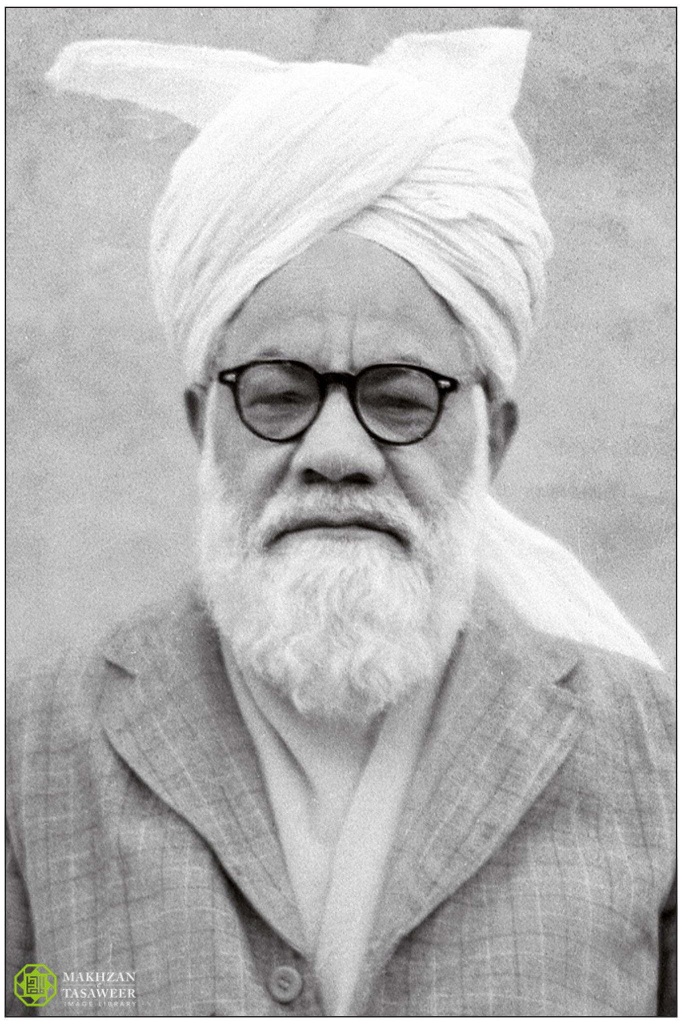

اس کی لطیف تشریح یوں سمجھی جا سکتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حدیث میں فرماتے ہیں کہ۔

فَاِنِّی آخِرُ الۡاَنۡبِیَاءِ وَاِنَّ مَسۡجِدِی آخِرُ الۡمَسَاجِدِ

(صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل الصلاۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ)

یعنی مَیں آخری نبی ہوں اور میری یہ مسجد آخری مسجد ہے۔

پس جب آپ کی مدینہ والی مسجد کے بعد اسلامی ملکوں میں لاکھوں کروڑوں نئی مسجدوں کے بننے سے اَنَا اٰخِرُ الۡاَنۡبِیَاءَ کا مفہوم باطل نہیں ہوتا تو آپ کے بعد آپ کے کسی خادم اور شاگرد اور خوشہ چین کے نبوت کا انعام پانے سے اٰخِرُ الۡاَنۡبِیَاءِ کے مفہوم میں کس طرح رخنہ پیدا ہو سکتا ہے؟ یہ ایک موٹی سی بات ہے مگر معلوم نہیں کہ مولانا عبدالماجد صاحب جیسا عالم اور سمجھدار انسان اس معمولی سے نکتہ کو سمجھنے سے کیوں قاصر رہا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ اس مسئلہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرتِ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوتِ محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 208-207)

بہرحال ہم خدا کے فضل سے اپنے خالق و مالک آسمانی آقا کی قسم کھا کر کہتے ہیں وَلَعۡنَتُ اللّٰہِ عَلٰی مَنۡ کَذَبَ کہ ہمارے نزدیک یقینا یقینا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ہمیں حضور کی ختم نبوت پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ ہمیں اپنے وجود پر یا چاند اور سورج کے وجود پر یقین ہے بلکہ اس سے بہت بڑھ کر۔ اور ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جیسا کہ رسول پاکؐ نے خود فرمایا ہے یقینا آپ ہی اٰخِرُ الۡاَنۡبِیَاء ہیں اور آپ کے بعد آپ کی اتباع میں اور آپ کے فیض سے نبوت کا انعام پانے والا آپ سے جدا نہیں بلکہ آپ ہی کے وجود کا حصہ ہے اور اس کی نبوت آپ کی عالمگیر نبوت میں شامل ہے نہ کہ اس سے الگ۔

بایں ہمہ چونکہ آجکل بعض اوقات غیر از جماعت لوگ مخالفت کی وجہ سے یا ناواقفی کی بنا پر ہمارے الفاظ کو غلط معنی دے کر دوسرا رنگ پیدا کر دیتے ہیں اور بدظنی پھیلاتے ہیں اس لئے ہمارے دوستوں کو بھی چاہئے کہ ایسی باتوں میں احتیاط رکھیں۔ وہ یقینا سچی بات کہیں اور حق بات کہنے میں کسی سے نہ ڈریں۔ مگر ایسے رنگ میں بات کہیں جس میں غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان نہ ہو خدا فرماتا ہے کہ اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ اور خدا سے بڑھ کر سچا کون ہو سکتا ہے؟

(محررہ 12 اکتوبر 1962ء)

(روزنامہ الفضل 17 اکتوبر 1962ء)

ہمدردی مخلوق

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔‘‘

مخلوق خدا کی ہمدردی اور ان کی خدمت کا ایک موقع اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہو جائے۔ بیماروں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو فضل عمر ہسپتال میں دور و نزدیک سے آتی ہے لیکن وہ اپنا علاج معالجہ خود کروانے کی استطاعت نہیں رکھتی۔ احمدی احباب و خواتین کے عطیات کے ذریعہ ہی انہیں علاج کی ہر ممکن سہولت فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن سب ضرورت مندوں کیلئے یہ خدمت بجالانا احباب جماعت کے خاص تعاون سے ہی ممکن ہے احباب و خواتین سے گزارش ہے کہ وہ اپنے عطایاجات ہسپتال کی مد امداد نادار مریضاں اور مد ڈویلپمنٹ میں بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

قسط اوّل

درود شریف کی اہمیت و برکات

(حیدر علی ظفر۔ جرمنی)

آنحضرت ﷺ کے انسانیّت پر بے شمار احسانات ہیں۔ آپؐ خود بھی سراسر نور ہیں اور آپ کی لائی ہوئی کتاب بھی نور ہی نور ہے جس کے ذریعے آپؐ نے لوگوں کو اس طور سے اندھیروں سے نکالا کہ اُن کے آگے بھی نور چلنے لگا اور پیچھے بھی۔ آپ نے مُردوں کو جلایا اور وحشیوں کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنا دیا۔ لوگوں کی ہدایت کے لئے اس قدر تڑپتے اور رو رو کر دعائیں کرتے اور اپنی جان کو دُکھ میں ڈالتے کہ عرش کے خدا نے آپ کی اس حالت کو دیکھ کر فرمایا: لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ (الشعراء:4) یعنی شاید تو اپنی جان کو ہلاک کر ڈالے گا کہ وہ کیوں نہیں مومن ہوتے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ اور دُنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ بعدد ھمہ وغمہ وحزنہ لھذہ الامۃ وانزل علیہ انوار رحمتک الی الابد۔

(برکات الدعاء۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 10-11)

آپ کے طفیل دنیا کو ایسی پاک اور کامل تعلیم عطا کی گئی جو انسان کی ہر طرح کی کامیابیوں اور کامرانیوں کا ذریعہ ہے۔ زندگی کا کوئی ایک بھی ایسا شعبہ نہیں جس میں آپ نے اس تعلیم پر خود عمل کر کے لوگوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے کامل نمونہ نہ دکھایا ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً وعملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا......وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔‘‘ (اتمام الحجۃ صفحہ 28)

آپؐ مخلوقِ خدا کے لئے سراسر رحمت اور عافیت کا ایک حصار تھے۔ آپ کی اس پہلو سے بھی امتیازی شان ہے کہ جملہ انبیاء میں سے صرف آپ کو ہی رحمۃ للعالمین کا لقب عطا ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء:108) اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔ پھر اپنے متبعین اور مومنین کے لئے آپ کے خصوصی پیار اور محبت، رأفت و شفقت اور رحم کے جذبات اور سلوک کا خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں ذکر فرمایا ہے: لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (التوبہ:128) ’’یقیناً تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا۔ اسے بہت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے‘‘

انسانی وہم و گمان سے بلند و برتر شانِ مصطفوی، آپ کے محامد اور احسانات بے حد و حساب ہیں جن سے قرآن و احادیث بھرے پڑے ہیں۔ پس وہ جو رحمۃ للعالمین تھا اور اپنے ماننے والوں کے لئے خاص طور پر مہربان اور سراپا رحمت و شفقت تھا اور جس پر ان کا تکلیف میں پڑنا شاق گذرتا تھا اس کا حق بنتا ہے کہ ہم جو آپؐ کے ماننے والے ہیں ہم بھی شکر گزاری اور احسان مندی کے جذبات سے معمور ہو کر آپ کے لئے سلامتی اور رحمت کی دعائیں کیا کریں۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں آئے لیکن انسانیّت کے اس محسنِ اعظم کے بلند ترین روحانی مقام کا اس بات سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان سب انبیاء میں سے اللہ تعالیٰ نے صرف آپؐ پر اپنے اور فرشتوں کی طرف سے درود بھیجے کا ذکر کر کے تمام مومنین کو ترغیب دلائی ہے کہ وہ بھی آپ پر درود بھیجا کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب:57) یعنی اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں پس اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے رہا کرو اور اس کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

مذکورہ بالا آیت سے ظاہر ہے کہ اس میں (1) اللہ تعالیٰ نے درود خوانی کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ پس ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے عمل سے اس علامت کو ظاہر کرے۔ (2) درود شریف پڑھنے سے انسان کو خدا اور فرشتوں کی ہمنوائی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے درود خوانی کو اپنا اور اپنے ملائکہ کا فعل قرار دیا ہے۔ (3) نماز پنجگانہ کی ادائیگی ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے اس کے علاوہ بھی نمازیں ہیں درود شریف کو ہر نماز کا جزو قرار دیا گیا ہے (4) جس طرح نماز کے لئے قرآن مجید میں صلوٰۃ کا لفظ آیا ہے اسی طرح درود کے لئے بھی قرآن مجید میں صلوٰۃ کا لفظ آیا ہے۔ پس اس نام سے بھی درود کی اہمیّت ظاہر ہے۔

لاریب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ انسانیّت کے محسنِ اعظم ہیں اور ہر محسن کے احسانات کا شکر ادا کرنا واجب ہے اور درود خوانی شکر گزاری کا ایک ذریعہ ہے۔ پس اس کا پڑھنا اس لحاظ سے بھی نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا اس کو خدا کا شکر ادا کرنے کی بھی توفیق نہیں ملتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’آپ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ ان کی ہمت اور صدق وہ تھا۔ کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں۔ تو اس کی نظیر نہیں ملتی۔‘‘

(اخبار الحکم جلد 7 نمبر 25 پرچہ 10 جولائی 1902ء صفحہ 2)

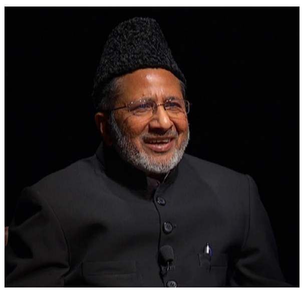

درود شریف کی اہمیّت اور فضیلت کے عرفان اور اس کے اجر اور برکات کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ اس کے متعدد پہلوؤں کو قدرے تفصیل سے بیان کیا جائے۔ چنانچہ یہاں ذیل میں احادیث مبارکہ اور ارشادات حضرت مسیح موعودؑ کی روشنی میں ذیلی عناوین کے تحت درود خوانی کی کچھ تفاصیل بیان کی جاتی ہیں۔ و باللہ التوفیق

کونسا درود پڑھا جائے

یاد رکھنا چاہئے کہ درود وہی بابرکت ہے جس کے پڑھنے کا خود آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں حضرت کعبؓ بیان فرماتے ہیں:

اَتَانَا رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَقُلۡنَا یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ کَیۡفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیۡکُمۡ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدۡ عَلَّمَنَا کَیۡفَ نُسَلِّمُ قَالَ قُوۡلُوۡا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰۤی اِبۡرَاھِیۡمَ وَ عَلٰۤی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰۤی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء)

ہم لوگوں نے (ایک دفعہ) حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم آپ لوگوں یعنی آپ کے گھر کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام لوگوں پر درود کس طرح بھیجا کریں۔ سلام بھیجنے کا طریق تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے مگر درود بھیجنے کا طریق ہم نہیں جانتے۔ آپؐ نے فرمایا یوں کہا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰۤی اِبۡرَاھِیۡمَ وَ عَلٰۤی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰۤی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰۤی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ۔

اے اللہ محمد ﷺ پر اور محمدؐ کی آل پر درود بھیج۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کی آل پر درود بھیجا ہے۔ تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ تو محمد ﷺ پر اور محمدؐ کی آل پر برکات بھیج۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی آل پر برکات بھیجی ہیں تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔

درود شریف کس طرح پڑھا جائے

حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

’’درود شریف اس طور پر نہ پڑھا کریں کہ جیسا عام لوگ طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ ان کو جناب حضرت رسول اللہ ﷺ سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضور تام سے اپنے رسول مقبولؐ کے لئے برکات الٰہی مانگتے ہیں۔ بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہئے کہ رابطہ محبت آنحضرت ﷺ اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل تجویز نہ کر سکے کہ ابتدائے زمانہ سے انتہاء تک کوئی ایسا فرد بشر گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو اس سے ترقی کرے گا۔ اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہوسکتا ہے

کہ جو کچھ محبانِ صادق آنحضرت ﷺ کی محبت میں مصائب اور شدائد اٹھاتے رہے ہیں یا آئندہ اٹھا سکیں یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے وہ سب کچھ اٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو۔ اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوتِ واہمہ پیش نہ کر سکے کہ جس کے اٹھانے سے دل رک جائے اور کوئی ایسا حکم عقل پیش نہ کر سکے کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو...... پس جب اس طور پر یہ درود شریف پڑھا گیا تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلا شبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے اور حضورِ تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ شامل ہو اور یہاں تک یہ توجہ رگ اور ریشہ میں تاثیر کر جائے کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جائے۔“

(مکتوبات جلد 1 صفحہ 13)

اسی طرح ایک دوسرے خط میں نصیحت کرتے ہیں:

”آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں۔ اور جیسا کہ کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے، ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے برکت چاہیں۔ اور بہت ہی تضرع سے چاہیں۔ اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو۔ بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم ﷺ سے سچی دوستی اور محبت ہو۔ اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت ﷺ کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں......اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ ملول ہو۔ اور نہ اغراضِ نفسانی کا دخل ہو۔ اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت ﷺ پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔“

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 24-25)

درود شریف کا اجر

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (مسلم) یعنی جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت نازل کرتا ہے۔ پس اس بشارت سے بھی درود شریف کی فضیلت ظاہر ہے۔ یاد رہے کہ اعمال کی جزاء میں نیت کا بہت کچھ دخل ہوتا ہے نیت میں جس قدر صدق و اخلاص اور وسعت ہو گی اجر بھی اسی نسبت سے ارفع و اعلیٰ اور وسیع ہو گا۔ پس آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتا ہے، کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہوسکتا کہ جو شخص کامل اخلاص اور کامل محبت اور کامل معرفت سے درود پڑھے گا اس کو بھی اس سے زیادہ جزاء نہیں ملے گی بلکہ یہ مطلب ہے کہ ایک دفعہ درود پڑھنے کی کم از کم جزاء دس گنا ہے۔ چنانچہ عبد اللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ پر عمدگی سے ایک دفعہ درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر بار درود بھیجیں گے۔ (جلاء الافھام بحوالہ مسند احمد بن حنبل) پس اس حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ جزاء وسعتِ نیت پر موقوف ہے۔

حضرت عبد اللہؓ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب تم مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی وہی الفاظ دہراؤ جو وہ کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر فرمایا: ”میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو جو جنت کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کو ملے گا۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ جس کسی نے بھی میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگا اس کے لئے شفاعت حلال ہو جائے گی۔“

(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب القول مثل قول المؤذن سمعه ثم يصلي على النبي ﷺ)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہو گا جو ان میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہو گا۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّاللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ اَرُدُّ عَلَیْہِ السَّلَامَ

(ابوداؤد کتاب المناسک باب زیارۃ القبور)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجے گا اس کا جواب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دے گا تا کہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔ (یعنی آنحضرت ﷺ پر سلام بھیجنے والے کو اس درود کا ایسا اجر اور ثواب ملے گا جیسے خود حضورؐ سلام و درود کا جواب مرحمت فرما رہے ہوں۔

درود شریف خود ہمارے لئے بھی دعا ہے

آنحضرت ﷺ کا وجود باوجود بحکم وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء: 108) دنیا کے لئے سرا سر رحمت ہے اور تمام دنیا کی فلاح و بہبود آپؐ کے اغراض و مقاصد میں شامل ہے۔ اس لئے آپؐ کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے دعا کرنا دراصل اپنے اغراض و مقاصد کے لئے ہی دعا کرنا ہے۔ دوسرے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ کے الفاظ میں آنحضرت ﷺ کے علاوہ آپؐ کی آل کے لئے بھی دعا کی جاتی ہے اور آل میں تمام امت شامل ہے اس لئے درود نہ صرف آنحضرت ﷺ کے لئے ہی دعا ہے بلکہ خود ہمارے لئے بھی ایک دعا ہے۔ چنانچہ حضرت اُبَیّ بن کعبؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں اپنی دعا کا کتنا حصہ حضور کے لئے مخصوص کیا کروں؟ فرمایا جتنا چاہو۔ عرض کیا ایک چوتھائی؟ فرمایا جتنا چاہو۔ اور اگر اس سے زیادہ کر دو تو زیادہ بہتر ہو گا۔ میں نے عرض کیا نصف حصہ؟ فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے بھی بڑھا دو تو اور بھی بہتر ہو گا۔ میں نے عرض کیا دو تہائی؟ فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے بھی زیادہ کر دو تو اور بھی بہتر ہو گا۔ میں نے عرض کیا کہ آئندہ میں اپنی تمام دعا کو حضور کے لئے ہی مخصوص رکھا کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا اس میں تمہاری سب ضرورتیں آجائے گی اور اللہ تعالیٰ تمہارے سارے کام درست کر دے گا اور تمہاری ساری مرادیں پوری کر دے گا۔ (جامع ترمذی) پس اس حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ درود شریف نہ صرف آنحضرت ﷺ کے لئے دعا ہے بلکہ خود ہمارے لئے بھی ایک دعا ہے۔

درود شریف کے بغیر نماز ہے نہ دعا

حضرت سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص (نماز میں) خدا کے نبی پر درود نہ بھیجے اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔

(اجلاء الافھام بحوالہ سنن نسائی)

حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہر جاتی ہے اور جب تک تو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے اس میں سے کوئی حصہ بھی (خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے لئے) اوپر نہیں جاتا۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

آنحضرت ﷺ تک درود کیسے پہنچتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰٓئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ یُبَلِّغُوْنَنِیْ عَنْ اُمَّتِی السَّلَامَ

(جلاء الافہام ص۳۰ بحوالہ سنن نسائی)

”حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں۔ اور وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔“

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حَیْثُمَا کُنْتُمْ فَصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ۔

(جلاء الافہام بحوالہ معجم کبیر طبرانی)

حضرت امام حسنؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے تم جہاں بھی ہو مجھ پر درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود مجھے پہنچ جائے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ سے سوال کیا گیا کہ السلام علیکم یا اَھْلَ الْقُبُوْر جو کہا جاتا ہے کیا مُردے سنتے ہیں؟ آپ نے جواباً فرمایا۔

”دیکھو وہ سلام کا جواب وعلیکم السلام تو نہیں دیتے۔ خدا تعالیٰ وہ سلام ان کو پہنچا دیتا ہے۔ اب ہم جو آواز سنتے ہیں۔ اس میں ہوا ایک واسطہ ہے لیکن یہ واسطہ مُردہ اور تمہارے درمیان نہیں۔ لیکن السلام علیکم میں خدا تعالیٰ ملائکہ کو واسطہ بنا دیتا ہے۔ اسی طرح درود شریف ہے کہ ملائکہ آنحضرت ﷺ کو پہنچا دیتے ہیں۔“

درود شریف کی تاکید، فضائل اور برکات
(بیان فرمودہ حضرت مسیح موعودؑ)

شرطِ بیعت

درود شریف کی اہمیّت کے پیش نظر حضرت مسیح موعودؑ نے اس کا ذکر اپنی دس شرائط بیعت میں بھی کیا ہے چنانچہ تیسری شرط کے الفاظ یہ ہیں:

”یہ کہ بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔“

درود شریف واستغفار اور نماز بہترین وظیفہ ہے

ایک شخص نے بیعت کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! مجھے کوئی وظیفہ بتائیں۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا کہ ”نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے۔ اور اس میں ساری لذات اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ صدق دل سے روزے رکھو۔ صدقہ و خیرات کرو۔ درود و استغفار پڑھا کرو۔“

(الحکم جلد 7۔ 28 فروری 1903ء)

درود شریف دنیا و آخرت کے محمود ہونے کا ذریعہ ہے

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ایک خط بنام چوہدری رستم علی صاحبؓ میں فرمایا:۔

”بعد سلام مسنون آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ بعض اوقات یہ عاجز بیمار ہو جاتا ہے اس لئے ارسال جواب سے قاصر رہتا ہے۔ آپ کے لئے دعا کی ہے۔ خدا تعالیٰ دنیا و آخرت محمود کرے۔ بعد نماز عشاء درود شریف بہت پڑھیں۔ اگر تین سو مرتبہ درود شریف کا ورد مقرر رکھیں تو بہتر ہے۔ اور

بعد نماز صبح اگر ممکن ہو تو تین سو مرتبہ استغفار کا ورد رکھیں۔

والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ 18 ستمبر 1884ء''

(مکتوبات جلد 5 نمبر 3 صفحہ 3)

درود شریف غموم اور پریشانیوں کے دور ہونے کا ذریعہ ہے

سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ کے نام اپنے ایک خط میں آپؑ فرماتے ہیں:

''عنایت نامہ پہنچا۔ یہ عاجز دعا میں بدستور مشغول ہے اور انشاء اللہ القدیر اسی طرح مشغول رہے گا جب تک آثار خیر و برکت ظاہر ہوں۔ دیر آید درست آید۔ میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ بھی اس تشویش کے وقت 21 مرتبہ کم سے کم استغفار اور 100 مرتبہ درود شریف پڑھ کر اپنے لئے دعا کرلیا کریں۔ اگر اس کی دلی ذوق اور محبت سے مداومت کی جائے تو زیارت رسول کریم ﷺ بھی ہوجاتی ہے۔ اور تنویر باطن اور استقامت دین کے لئے بہت مؤثر ہے۔'' (مکتوبات احمدیہ جلد 5 نمبر 3 صفحہ 6-7)

حضرت شہزادہ حاجی عبد المجید خان صاحب لدھیانویؓ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

''جب یہ عاجز حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر چکا تو حضورؑ نے فرمایا کہ مشکلات کے وقت بعد از نماز عشاء دو رکعت نماز قضائے حاجت ادا کر کے سو دو سو دفعہ یا اس سے کم و بیش استغفار اور ایسا ہی سو دو سو دفعہ یا کم و بیش درود شریف پڑھ کر خوب دعا مانگو اللہ تعالیٰ حاجتوں کو نہیں اٹکاوے گا۔

(رسالہ درود شریف صفحہ 132)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کی روایت ہے:

''جب میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی تو حضورؑ نے مجھے درود شریف اور استغفار کثرت سے پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔'' اسی طرح اور دوستوں کو بھی حضور درود شریف اور استغفار کی تاکید فرماتے ایک دوست نے کوئی وظیفہ پوچھا تو فرمایا:

''ہمارے ہاں تو کوئی ایسا وظیفہ نہیں ہے۔ ہاں استغفار بہت کیا کریں اور حضرت نبی کریم ﷺ کے احسانات کو یاد کر کے آپؐ پر کثرت سے درود بھیجا کریں۔ بس یہی وظیفہ ہے۔''

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ نے بھی آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ کوئی وظیفہ بتائیں تو آپؑ نے فرمایا:

'' آپ درود شریف پڑھا کریں۔''

درود شریف کی برکت سے زیارت نبوی ﷺ

ایک دفعہ ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھنے کا بہت خواہش مند ہوں۔ آپؓ نے فرمایا: ''آپ درود شریف بہت پڑھا کریں۔''

(بدر جلد 3 نمبر 14)

درود شریف سے لذت، انشراح اور حیات قلب

''درود شریف کے پڑھنے کی مفصل کیفیت پہلے لکھ چکا ہوں...... کسی تعداد کی شرط نہیں۔ اس قدر پڑھا جائے کہ کیفیتِ صلوٰۃ سے دل مملو ہو جائے۔ اور ایک انشراح اور لذت اور حیات قلب پیدا ہوجائے۔ اور اگر کسی وقت کم پیدا ہو تب بھی بے دل نہیں ہونا چاہئے۔ سو جس قدر میسر آوے، اس کو کبریت احمر سمجھے۔ اور اس میں دل وجان سے مصروفیت اختیار کرے۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 26)

درود شریف حصول استقامت اور قبولیت دعا کا ذریعہ ہے

''رسول اللہ ﷺ کی محبت کے ازدیاد اور تجدید کے لئے ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہوگیا۔ تاکہ اس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ آئے۔ درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے، بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپؐ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپؐ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔''

(سلسلہ کلمات طیبات حضرت امام الزمان نمبر 1 حضرت اقدس کی ایک تقریر صفحہ 22 رسالہ ریویو اردو جلد 3 نمبر 1 صفحہ 14-15)

☆...☆...(باقی آئندہ...☆...☆

''پس اپنے جائزے لیں''

(عطیۃ المصور)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انداز بیاں بہت دلنشین ہے۔ احباب جماعت کو نصائح فرمانے کے بعد آپ اکثر فرماتے ہیں

"پس اپنے جائزے لیں"

اپنے جائزے لینے کا مطلب ہے خود کو کٹہرے میں کھڑا کر کے اپنا احتساب کرنا۔ اپنی غلطیاں اور کوتاہیاں تلاش کر کے انہیں درست کرنے کی کوشش کرنا۔

اگر ہم میں سے ہر فرد خود کو اس فقرے کا مخاطب سمجھتے ہوئے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دے تو وہ خلیفہ وقت کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سبب بن سکتا ہے۔

لیکن اگر اپنے جائزے لینے کی بجائے دوسروں کے جائزے لینے شروع کر دیے جائیں تو معاشرے میں بگاڑ کا آغاز ہو جاتا ہے۔

موجودہ دور میں دنیا گلوبل ویلج بن چکی ہے ہمارے تمام عمل اور ردعمل جو ہم سوشل میڈیا پر کرتے ہیں وہ ڈھیروں افراد کی نظر سے گزرتے ہیں۔ اگر ہم چغلی، بہتان یا الزام تراشی جیسی برائیوں میں ملوث ہیں تو ہم اپنے اردگرد موجود حلقہ احباب کو بھی جانے انجانے میں ان برائیوں میں ملوث کرنے کا سبب بنتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے (مسلمان) بھائی (کی غیر موجودگی میں اس) کے بارے میں ایسی بات کہنا جو اسے ناگوار گزرے (بس یہی غیبت ہے) کسی نے عرض کیا: اگر میں اپنے بھائی کی کوئی ایسی برائی ذکر کروں جو واقعتا اس میں ہو (تو کیا یہ بھی غیبت ہے)؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر وہ برائی جو تم بیان کر رہے ہو اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ برائی (جو تم بیان کر رہے ہو) اس میں موجود ہی نہ ہو تو پھر تم نے اس پر بہتان باندھا۔

(سنن ابی داؤد، جلد سوئم کتاب الادب)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب میرا رب مجھے معراج پر لے گیا تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو (ناخنوں سے) نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا اے جبرائیلؑ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (ان کی غیبتیں کرتے تھے) اور ان کی عزتیں پامال کرتے تھے۔

(ابوداؤد)

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے وہ لوگو جو صرف زبانی اسلام لائے ہو اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑا کرو کیونکہ جو مسلمانوں کے عیوب کے پیچھے پڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیب کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کے عیب کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اسے گھر بیٹھے رسوا کر دیتے ہیں۔ (ابوداؤد)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک بدبو اٹھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جانتے ہو یہ بدبو کس کی ہے؟ یہ بدبو ان لوگوں کی ہے جو مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں۔

(مسند احمد، مجمع الزوائد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو بندہ دنیا میں کسی کے عیب کو چھپائے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو چھپائے گا۔

(مسلم، کتاب البر والصلۃ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم کو یہ نہ بتاؤں کہ کیا چیز سخت حرام ہے؟ پھر فرمایا یہ چغلی ہے جو لوگوں کے درمیان پھیل جاتی ہے۔ انسان سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ صدیق (سچا) لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کو کذاب (جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔

(مسلم، کتاب البر والصلۃ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

(سنن ابی داؤد، جلد سوئم کتاب الادب)

"پس اپنے جائزے لیں"

☆...☆...☆

بقیہ: قُربِ قیامت کی علامات اور مسیح موعود کی بعثت......

از صفحہ 8

داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اس کو موت درپیش ہے اور اس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی، مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا ہے اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا ہے اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے۔‘‘

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34 ایڈیشن 1984ء)

امت مرحومہ کے علاج کے لئے وقت پر خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے اپنے آنے کی غرض یوں بیان فرمائی ہے کہ

’’میں اس وقت محض للہ اس ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس چودھویں صدی کے سر پر اپنی طرف سے مامور کر کے دین متین اسلام کی تجدید اور تائید کے لئے بھیجا ہے تا کہ میں اس پرآشوب زمانے میں قرآن کی خوبیاں اور حضرت رسول اللہ ﷺ کی عظمتیں ظاہر کروں اور ان تمام دشمنوں کو جو اسلام پر حملہ کر رہے ہیں ان نوروں اور برکات اور خوارق اور علوم لدنیہ کی مدد سے جواب دوں جو مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔‘‘

(برکات الدعا روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 34)

چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے ایک جماعت کا قیام فرمایا اور یکم دسمبر 1888ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ بیعت کا اعلان عام فرما دیا۔ اس غرض کے لئے آپ نے دس شرائط بھی بیان کر دیں۔ آپ نے 4 مارچ 1889ء کو ایک اشتہار بھی شائع فرمایا جس میں بیعت کی اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا:

’’یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسا متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت وعظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک ومقدس خدمات میں جلد کام آ سکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بےمصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں۔ اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ بھی غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں۔ ...خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خاص گروہ ہو گا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا۔ اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ اور وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آب پاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا۔ یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی اس ربّ جلیل نے یہی چاہا ہے وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اسی کو ہے۔‘‘

چنانچہ 23 مارچ 1889ء کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے ان مذکورہ بالا شرائط پر ایک پاک جماعت کا قیام فرمایا اور مخلصین سے بیعت لی۔ بیعت کا آغاز حضرت صوفی احمد جانؓ کے مکان واقع محلہ جدید میں ہوا۔ وہیں بیعت کے تاریخی ریکارڈ کے لئے ایک رجسٹر تیار ہوا جس کی پیشانی پر یہ لکھا گیا:

’’بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت‘‘ رجسٹر میں ایک نقشہ تھا جس میں نام، ولدیت اور سکونت درج کی جاتی تھی۔

حضرت اقدسؑ بیعت لینے کے لئے مکان کی ایک کچی کوٹھڑی میں (جو بعد میں دارالبیعت کے مقدس نام سے موسوم ہوئی) بیٹھ گئے اور دروازے پر حافظ حامد علیؓ صاحب کو مقرر کر دیا۔ اور انہیں ہدایت دی کہ جسے میں کہتا جاؤں اسے کمرہ میں بلاتے جاؤ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ کو بلوایا۔ حضرت اقدس نے مولانا کا ہاتھ کلائی پر سے زور کے ساتھ پکڑا اور بڑی لمبی بیعت لی...

اس طرح پہلے دن باری باری چالیس افراد نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 336-341)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کا بیان ہے کہ ’’بیعت حضور اکیلے اکیلے کو بٹھا کر لیتے تھے ... حضور تنہائی میں بیعت لیتے تھے اور کواڑ بھی قدرے بند ہوتے تھے بیعت کرتے وقت جسم پر ایک لرزہ اور رقت طاری ہو جاتی تھی۔ اور دعا بعد بیعت بہت لمبی فرماتے تھے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 341)

بیعت کے بعد تغیر

یہاں یہ ذکر بے جا نہ ہو گا کہ بیعت کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اس ضمن میں تاریخ احمدیت ہی سے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے بارے میں جو بیان کیا ہے وہ تحریر ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’میں نے قرآن بھی پڑھا تھا۔ مولانا نور الدین صاحب کے طفیل حدیث کا شوق بھی ہو گیا تھا۔ گھر میں صوفیوں کی کتابیں بھی پڑھ لیا کرتا تھا۔ مگر ایمان میں وہ روشنی، وہ نورمعرفت میں ترقی نہ تھی، جو اَب ہے۔ اس لئے میں اپنے دوستوں کو اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ یاد رکھو کہ اس خلیفۃ اللہ کے دیکھنے کے بدوں صحابہ کا سا زندہ ایمان نہیں مل سکتا اس کے پاس رہنے سے تمہیں معلوم ہو گا کہ وہ کیسے موقع موقع پر خدا کی وحی سناتا ہے اور وہ پوری ہوتی ہے تو روح میں ایک محبت اور اخلاص کا چشمہ پھوٹ پڑتا ہے جو ایمان کے پودے کی آبپاشی کرتا ہے۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 342)

بیعت کے بعد نصائح

حضرت اقدس کا اکثر یہ دستور تھا کہ بیعت کرنے والوں کو نصائح فرماتے تھے۔ چند نصائح بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

’’اس جماعت میں داخل ہو کر اول زندگی میں تغیر کرنا چاہئے کہ خدا پر ایمان سچا ہو اور وہ ہر مصیبت میں کام آئے۔ پھر اس کے احکام کو نظر خفت سے نہ دیکھا جائے بلکہ ایک ایک حکم کی تعظیم کی جائے اور عملاً اس تعظیم کا ثبوت دیا جائے۔‘‘

’’دیکھو تم لوگوں نے جو بیعت کی ہے اور اس وقت اقرار کیا ہے اس کا زبان سے کہہ دینا تو آسان ہے لیکن نبھانا مشکل ہے۔ کیونکہ شیطان اسی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ انسان کو دین سے لاپرواہ کر دے دنیا اور اس کے فوائد کو تو وہ آسان دکھاتا ہے اور دین کو بہت دور۔ اس طرح دل سخت ہو جاتا ہے اور پچھلا حال پہلے سے بدتر ہو جاتا ہے اگر خدا کو راضی کرنا ہے تو اس گناہ سے بچنے کے اقرار کو نبھانے کے لئے ہمت اور کوشش سے تیار رہو۔‘‘

’’فتنہ کی کوئی بات نہ کرو، شر نہ پھیلاؤ، گالی پر صبر کرو، کسی کا مقابلہ نہ کرو جو مقابلہ کرے اس سے بھی سلوک اور نیکی کے ساتھ پیش آؤ۔ شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ سچے دل سے ہر ایک حکم کی اطاعت کرو کہ خدا راضی ہو جائے اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کر کے یہ شخص وہ نہیں رہا جو پہلے تھا۔ مقدمات میں سچی گواہی دو۔ اس سلسلہ میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ پورے دل پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جائے۔‘‘

بعض لوگ بیعت کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کرتے تھے کہ حضور کسی وظیفہ وغیرہ کا ارشاد فرمائیں۔ اس کا جواب اکثر یہ دیا کرتے تھے کہ نماز سنوار کر پڑھا کریں اور نماز میں اپنی زبان میں دعا کیا کریں اور قرآن شریف بہت پڑھا کریں۔ آپ وظائف کے متعلق اکثر فرمایا کرتے تھے کہ استغفار کیا کریں۔ سورہ فاتحہ پڑھا کریں، درود شریف لاحول اور سبحان اللہ پر مداومت کریں اور فرماتے تھے کہ بس ہمارے وظائف تو یہی ہیں۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 343)

☆...☆...☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

قُربِ قیامت کی علامات اور مسیح موعود کی بعثت
حضرت مسیح موعودؑ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کے بعد عملی تغیّر کی ضرورت

(سید شمشاد ناصر۔ امریکہ)

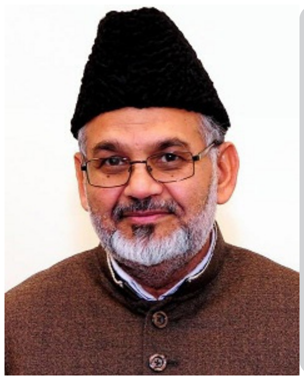

رسول مقبول ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس آخری زمانے میں جس امام مہدی اور مسیح موعودؑ کا ظہور مقدر تھا وہ اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے جلو میں ایک صدی سے زائد عرصہ ہوا ظہور فرما چکا ہے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا کہ قرب قیامت کی علامات میں سے یہ ہو گا:

☆ ’’جب امانتیں ضائع کی جائیں گی تو قرب قیامت کی گھڑی (یا زوال امت) ہو گی۔ سائل نے آپؐ سے پوچھا امانتیں کس طرح ضائع ہوں گی آپ ﷺ نے فرمایا جب نااہل اور غیر مستحق لوگوں کے سپرد اہم کام کئے جائیں گے۔ یعنی اقتدار بد دیانت اور نااہل لوگوں کے ہاتھ آجائے گا اور وہ اپنی بد دیانتی اور فرض ناشناسیوں کی وجہ سے قوم کو برباد کر دیں گے۔‘‘

(بخاری کتاب العلم باب من سئل علماً وھومشتغل فی حدیثہ)

☆ قیامت کی نشانیوں میں سے آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ

’’علم ختم ہو جائے گا، جہالت کا دور دورہ ہو گا، زنا بکثرت پھیل جائے گا، شراب عام پی جائے گی، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں باقی بچ رہیں گی، جس کی وجہ سے پچاس پچاس عورتوں کا ایک ہی نگران اور سرپرست ہو گا۔‘‘

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ)

☆ حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

’’قیامت اس وقت آئے گی… علم چھن جائے گا، زلازل کی کثرت ہو گی، تیز رفتاری کی وجہ سے وقت قریب محسوس ہو گا، بڑے گھمبیر فتنوں کا ظہور ہو گا، قتل و غارت عام ہو گی مال کی فراوانی ہو گی… لوگ بلند تر عمارات بنانے میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ حالات اس قدر خراب ہوں گے کہ انسان کسی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے تمنا کرے گا کہ کاش میں مر کر اس قبر میں دفن ہو چکا ہوتا۔‘‘

(بخاری کتاب الفتن باب خروج النار)

☆ سنن ابن ماجہ کتاب الفتن میں یہ حدیث بھی ہے جسے حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے اعتبار سے یہ نشان پہلے ہوں گے۔ مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع ہونا اور چاشت کے وقت ایک عجیب و غریب کیڑے کا لوگوں پر مسلط ہو جانا۔

’’ (یہ غالباً طاعون اور ایڈز اور دوسری وبائی بیماریوں اور جراثیمی جنگوں کی کثرت کی طرف اشارہ ہے)

☆ خود مسلمانوں کی کمزوری اور خرابی ایمان کی طرف بھی احادیث میں کھل کر بیان آیا ہے۔ کنزالعمال میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

’’میری امت پر ایک زمانہ اضطراب اور انتشار کا آئے گا۔ لوگ اپنے علماء کے پاس راہنمائی کی امید سے جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سؤروں کی طرح پائیں گے۔ یعنی علماء کا اپنا کردار انتہائی خراب اور قابل شرم ہو گا۔‘‘

(ریاض الصالحین حدیث 913)

☆ اسد الغابہ جلد اول میں حضرت ثعلبہ بہرانیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’عنقریب دنیا سے علم چھین لیا جائے گا یہاں تک کہ علم و ہدایت اور عقل و فہم کی کوئی بات انہیں سجھائی نہ دے گی صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضورؐ علم کس طرح ختم ہو جائے گا جب کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہم میں موجود ہے اور ہم اسے آگے اپنی اولادوں کو پڑھائیں گے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ تورات اور انجیل یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس موجود نہیں ہے لیکن وہ انہیں کیا فائدہ پہنچا رہی ہے۔‘‘

یہ چند ایک احادیث اور رسول مقبول ﷺ کی پیشگوئیاں ہدایات اور آخری زمانہ کی علامات بیان کی گئی ہیں اور عقلمندوں کے لئے تو اشارہ ہی کافی ہونا چاہئے۔ بے شمار اور احادیث بھی اسی مضمون کی ہیں۔ آپ دوبارہ ان احادیث کو پڑھیں اور اپنے اردگرد نظر دوڑائیں کہ ان میں سے کوئی ایسی بات ہے جو آپ ﷺ نے بیان فرمائی ہے اور ابھی وہ پوری نہ ہوئی ہو؟؟؟

حاشا و کلّا ایسا ہرگز بھی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے جو کچھ فرمایا اس کا ایک ایک حرف ببانگ دہل اعلان کر رہا ہے کہ ہر بات پوری ہو چکی ہے۔

تو کیا جب سب علامات پوری ہو چکی ہیں۔ امت کا حال ہر لحاظ سے بدتر ہو چکا ہے، ہر طرف بد دیانتی، کرپشن، ملاوٹ، بے ایمانی، جھوٹ، شراب کی کثرت، زنا، جہالت، سؤروں اور بندروں جیسی حرکات، نااہل لوگوں کا اقتدار میں ہونا، پارلیمنٹوں میں بیٹھ کر دوسروں کے ایمانوں کا فیصلہ کرنا جبکہ خود لوگ تقویٰ سے خالی ہوں تو امت کے بیمار ہونے میں کوئی شبہ رہ گیا ہے۔ میں ابھی بچہ تھا مجھے اچھی طرح یاد ہے ہمارا گھر احمد پور شرقیہ میں تھا تو محلہ کی ایک مسجد میں جانا ہوا۔ وہاں کے امام سے میں نے یہ بات سنی تھی کہ یہ زمانہ امام مہدی کا زمانہ ہے۔ یہ کم از کم 50 سال سے زائد کا عرصہ ہوا ہے اس بات پر، مگر یہ تو مانتے ہیں کہ ہماری حرکتیں واقعی سؤروں اور بندروں والی ہیں۔ لیکن یہ ماننے کو تیار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا علاج آچکا ہے امام مہدی آچکے ہیں۔ انہیں مان لیا جائے۔ مگر کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ واقعی یہ زمانہ تو وہی ہے مگر زبانوں سے ماننے کے لئے تیار نہیں۔

’’دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار‘‘۔ ۔ والی بات ہے۔

ہم آپ کو خوشخبری دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق اس بیمار امت کے علاج کے لئے آسمانی پانی آچکا ہے جس نے آکر یہ اعلان کیا ہے۔

میں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

پھر آپؑ نے فرمایا:

’’اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں

بقیہ صفحہ 7 پر

		18 اگست 2020	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ			04:40	18:48
مدینہ منورہ	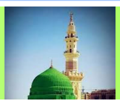		04:35	18:53
قادیان			04:28	19:09
ربوہ			04:08	18:49
اسلام آباد ٹلفورڈ	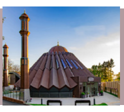		04:25	20:18